ڈاکٹر محمد سعود عالم قاسمی ☆

رسول اکرم ﷺ اور شہری منصوبہ بندی

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اسلام کی دعوت و تبلیغ شروع کی تو ان کو مشرکین مکہ کی طرف سے غیر معمولی مخالفت اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ مکہ کی سرزمین جب دعوت اسلام کے لئے تنگ ہوگئی تو آپ کے ساتھیوں نے پہلے حبشہ کی جانب اور، پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ ہجرت کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے دعا مانگی:

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ○ (۱)

اے میرے رب تو مجھے جہاں لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال، اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔

دعا کرنے کے ساتھ آپ ﷺ نے ضروری تدبیریں بھی اختیار کیں، مثلاً حج کے موسم میں مدینے کے جو قبائل مکہ آتے تھے آپ ان سے ملاقاتیں کرتے اور ان کو اپنی دعوت پہنچاتے۔ اس طرح کی ملاقاتیں مکہ کی گھاٹی عقبہ میں ہوئیں۔ ان دعوتی ملاقاتوں میں مدینہ کے مشہور قبائل اوس اور خزرج کے ممتاز لوگوں نے آپ سے بیعت کرلی، پہلی بیعت عقبہ میں ۱۲، اور دوسری بیعت عقبہ میں ۷۳ لوگوں نے حصہ لیا۔ (۲) آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے صحابی حضرت مصعب بن عمیر کو اپنا نمائندہ بنا کر مدینہ بھیجا جو ان کی تعلیم و تربیت کرتے اور دعوت اسلام کے لئے زمین ہموار کرتے (۳) اس طرح جب مدینہ کی فضا دین کی دعوت اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے لئے ہموار ہوگئی تو آپ نے مدینہ ہجرت فرمائی، اور وہاں جا کر اسلام کی دعوت کی توسیع اور اسلامی ریاست کی تشکیل فرمائی۔

ہجرت کے لئے مدینہ منورہ کا انتخاب رسول پاک نے ایک تو اس وجہ سے فرمایا کہ وہاں آپ

☆ صدر شعبۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

کے ننھیالی رشتہ دار قبیلہ بنونجار میں موجود تھے، آپ ﷺ کو ان کی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔ دوسرے آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے بیعت عقبہ کے نتیجے میں انصار موجود تھے۔ تیسرے مدینہ ایک ایسی جگہ واقع تھا جہاں سے مکہ کی تجارتی شاہراہ گزرتی تھی، اور مکہ کے لوگوں کا انحصار اسی تجارت پر تھا، یہاں سے بہ سہولت ان کی آمد و رفت پر نظر رکھی جا سکتی تھی، اور ان کی معاشی ناکہ بندی کی جا سکتی تھی۔ چوتھے یہ کہ مکہ میں قریش کی طرح کوئی ایسا سربرآوردہ مذہبی قبیلہ موجود نہیں تھا جو آپ ﷺ کی مخالفت کو زندگی کا نصب العین بنا چکا ہو، اوس وخزرج کے زور آور قبائل باہم لڑتے ہوئے اس حد تک تھک چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی قیادت با آسانی قبول کر سکتے تھے۔ پانچویں یہ کہ مدینہ جغرافیائی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا کہ وہاں بہتر دفاعی حکمت عملی تیار کی جا سکتی تھی اور اسلام کو درپیش خطرات کا تدارک کیا جا سکتا تھا۔

مدینے کو جنگی اور جغرافیائی نقطۂ نظر سے ایک مستحکم قلعے کی حیثیت حاصل تھی۔ جزیرۃ العرب کا کوئی اور قریبی شہر اس معاملے میں اس کا ہم سر نہ تھا، حرۃ الوبرہ مغربی جانب سے مدینے کو اپنی حفاظت میں لئے ہوئے تھا، حرۃ واقم مشرقی سمت سے اس کو گھیرے ہوا تھا، مدینے کا شمالی حصہ واحد راستہ تھا جو کسی پیش قدمی کے لئے کھلا تھا۔ (۴)

ہجرت سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا، قرآن میں مدینہ منورہ کو اسی نام سے پکارا گیا ہے:

یٰۤاَهۡلَ یَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَارۡجِعُوۡا (۵)

رسول پاک ﷺ نے اس کا نام مدینہ رکھا، جس کے معنی شہر کے ہیں اور بعد میں یہ مدینۃ الرسول یا مدینہ منورہ کہلایا، اسے طیبہ، بطحا اور دار الہجرۃ جیسے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے (۶) یہ کوئی دس میل لمبے اور اتنے ہی چوڑے میدانی حصہ پر مشتمل تھا، بیچ بیچ میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بھی تھیں، جن میں سلع کا پہاڑ مشہور ہے، اسی کے میدانی حصے پر عرب اور یہودی قبائل کی منتشر بستیاں اور باغات قائم تھے۔ (۷)

مدینے کی غالب آبادی اوس وخزرج جیسے مشہور قبائل کے ساتھ ساتھ یہودی قبائل جیسے بنی قریظہ، بنی نضیر، اور بنی قینقاع وغیرہ پر مشتمل تھی۔ اہل مدینہ کا ذریعہ معاش باغبانی، گلہ بانی، تجارت اور اسلحے کی صنعت تھی، مدینے کی اصل آبادی کا پیشہ تو کھجور، انار، انگور، غلوں، سبزیوں اور پھلوں کی کاشتکاری تھی، اس کے ساتھ اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کو پالنا بھی ان کا وظیفۂ زندگی تھا۔ جب کہ تجارت اور صنعت

پر یہودی قبائل قابض تھے اور ان کے باغات بھی تھے۔ یہود تجارت ہی نہیں کرتے بلکہ سودی کاروبار بھی کرتے تھے، اسی کے ساتھ اسلحے کے صنعت اور سونے چاندی کے زیورات کی صنعت گری بھی ان کے پاس تھی، مدینے کا مشہور بازار قینقاع جو کپڑوں اور سونے چاندی کی تجارت کے لئے مشہور تھا، ان ہی کے محلے میں تھا، تجارت اور صنعت اور سودی کاروبار کی وجہ سے زراعت اور گلہ بانی کرنے والے قبائل پر ان کو معاشی، سماجی اور سیاسی برتری اس طرح حاصل ہوگئی تھی، جس طرح ہندوستان میں جنیوں، مارواریوں اور سندھیوں کو حاصل ہے۔ یہود ان کاشتکاروں کا استحصال کیا کرتے تھے قرآن کریم کی سورۃ النساء میں یہود کی سودی اور استحصالی ذہنیت پر تنقید کی گئی ہے:

وَ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ (۸)

وہ منع کرنے کے باوجود سود لیتے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

مدینے میں ان قبائل کے مکانات شمال میں جبل ثور سے لے کر جنوب میں جبل عیر تک فاصلے سے پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے اعلیٰ حصے میں یہودی اور نشیبی حصے میں یثرب کے باشندے آباد تھے۔ (۹) یہ مکانات عمومی نوعیت کے تھے البتہ یہودیوں کے مکانات نسبتاً اعلیٰ قسم کے محلات، قلعوں اور گڑھیوں پر مشتمل تھے، جن کو اطام اور آجام کہا جاتا ہے۔ مشہور سیرت نگار نورالدین سمہودی نے یہودیوں کے ۵۹ قلعوں کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱۰) ان میں اسباب زندگی کے ساتھ کنویں اور مدافعت کے سامان بھی ہوتے تھے۔ تجارتی قافلے بھی انہی قلعوں کے باہر آکر رکتے تھے۔ اور وہیں کاروبار اور لین دین بھی ہوتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت مدینے کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل تھی، جن میں مسلمان صرف پانچ سو تھے، مدینے پہنچنے پر ان مسلمانوں نے رسول پاک ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ (۱۱) جو لوگ ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ گئے تھے ان کو وہاں سے نکال باہر کرنے کے لئے قریش مکہ کی دھمکیاں مدینہ کے سربرآوردہ لوگوں کو برابر موصول ہو رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ مدینے کو اسلام کا مرکز یا دارالسلطنت بنانا چاہتے تھے، مگر ان کے سامنے کئی مسائل کھڑے تھے، جن کو رسول پاک ﷺ نے اپنی ہمت، حکمت، دوراندیشی اور منصوبہ بندی سے حل کیا، اور دنیا کے سامنے دعوت اور ریاست کی تشکیل کی ایک قابل تقلید مثال قائم کردی۔ رسول پاک ﷺ کے پیش نظر حسب ذیل چیزیں مدینے کی شہری منصوبہ

بندی کے لحاظ سے اہمیت کی حامل تھیں۔

۱۔ مدینے میں مہاجرین کے قدم جانا۔

۲۔ مدینہ میں مسلم آبادی کو قابل لحاظ بنا کر دارالسلام بنانا۔

۳۔ مدینے کے باشندوں میں امن واعتماد پیدا کرنا اور آس پاس کی آبادی کو اس میں شامل کرنا۔

۴۔ بیرونی حملہ آوروں سے مدینے کا دفاع کرنا۔

۵۔ مدینے کو اسٹیٹ سٹی اور مثالی شہر بنانا۔

رسول پاک ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر اوس وخزرج دونوں متحارب قبائل کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے کر ان کو باہم متحد کیا، اور جو مہاجرین مکہ سے گھر بار چھوڑ کر یہاں آئے تھے ان کو بسانے کا انتظام کیا، اگر آج کسی شہر میں بڑی تعداد میں پناہ گزین آجائیں تو بہت سے سماجی اور معاشی مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آج دنیا کے لئے مہاجرین کا مسئلہ دشوار مسائل میں شمار ہوتا ہے، مگر رسول پاک ﷺ کی منصوبہ بندی کے سبب یہ مسئلہ اس آسانی سے حل ہوا کہ وہ بجائے خود ایک نمونہ ہے۔ ہوا یہ کہ آپ نے ہر ایک مہاجر کو ایک انصار کا بھائی قرار دے کر اس کے خاندان کا ممبر بنا دیا، اس طرح نہ تو مہاجرین کے کیمپ بنانے پڑے، اور نہ الگ سے مہاجر بستی آباد کرنا پڑی، بلکہ وہ انصار کے درمیان ان کے گھروں اور افتادہ زمینوں میں آباد ہو گئے اور مہاجر وانصار خوشی خوشی ایک ساتھ رہ کر اسلامی معاشرے کی تشکیل کا حصہ بن گئے۔ اس مواخاۃ میں ۹۰ انصار اور مہاجر شریک تھے۔ (۱۲)

مسلمانوں کو باہم متحد اور مربوط کرنے کے ساتھ آپ نے مدینے کے باشندوں کا ایک وفاق قائم کیا اور ایک میثاق تیار کیا، جس میں مذہبی آزادی، مل جل کر رہنے، ایک دوسرے کی مدد کرنے اور بیرونی حملہ آوروں کا مل کر مقابلہ کرنے کو خاص اہمیت دی گئی تھی، یہ معاہدہ میثاق مدینہ کے نام سے معروف ہے جو تقریباً ۵۲ دفعات پر مشتمل ہے۔ (۱۳) اس معاہدے میں مدینے کے بیشتر قبائل شریک تھے۔ اس طرح آپ نے مدینہ شہر میں امن وامان اور داخلی استحکام کو یقینی بنالیا اور ایک شہری مملکت City Stat کی بنیاد ڈالی، ڈاکٹر حمید اللہؒ کے بقول ''رسول کریم ﷺ نے خود ایک مملکت قائم کی اور اس ملک میں جہاں ہمیشہ سے نراج سا چلا آرہا تھا ایک مرکزیت اور ایک تنظیم پیدا کی اور عربوں کو خانہ جنگیوں کے ذریعے سے اپنی توانائیوں کو ضائع کرنے سے روک کر انہیں اپنے زمانے میں دنیا کی سب سے بڑی فاتح اور نوآباد کار قوم بنا دیا، اور ان کے ذہنوں سے احساس کمتری کو کلی طور پر دور کر کے ان میں وہ جوش اور جذبہ بھر دیا جسے

احساس برتری یا احساس خود شناسی کہا جا سکتا ہے، اور جو کسی ترقی پذیر قوم کے لئے اس قدر ضروری ہوتا ہے"۔ (۱۴)

آپ نے شہر مدینہ کے حدود کا بھی تعین کیا، مشرق اور مغرب میں لاوے کی پہاڑیاں اور حرہ کا میدان، شمال میں جبل ثور اور جنوب میں جبل عیر مدینہ کی حدود اربعہ قرار پائے۔ (۱۵) رسول پاک ﷺ نے مکہ کی طرح مدینہ کو بھی حرم قرار دیا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ **المدینۃ حرم ما بین عیر و ثور** (۱۶) مدینہ عیر سے ثور تک حرم ہے۔ جبل ثور احد کے پیچھے ہے، اور جبل عیر ذی الحلیفہ کی میقات کے پاس مکہ کی طرف ہے۔ (۱۷) آپ نے آس پاس کے قبائل کو اس وفاق میں شامل ہونے کی دعوت دی، تاکہ دشمن اگر اس شہر پر حملہ آور ہوں تو ان کے خلاف یہ قبائل دفاع اور اطلاع کے نقطۂ نظر سے مددگار بن سکیں، اس مقصد کے لئے آپ نے ساحلی علاقوں مثلاً ینبوع وغیرہ کا دورہ بھی کیا، اسی کے ساتھ آپ نے آس پاس کے قبائل کو اسلام کی دعوت دی اور تبلیغی وفود بھیجے۔

جن آبادیوں کے لوگ منتشر طور پر ایمان لاتے یا چھوٹی آبادی ہوتی تو ان کو مدینے میں لا کر بسایا جاتا، اور ان کی تعلیم و تربیت اور معاشی تکفل کا انتظام کیا جاتا۔ اس طرح مدینہ کی مسلم آبادی تیزی سے بڑھنے لگی، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۲ھ میں جب رسول پاک ﷺ نے جنگی مہم کے لئے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی تو ان کی تعداد کوئی ۱۵ سو تھی۔ (۱۸) اس طرح ہر سال مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی اور مدینہ فطری رفتار سے شہری مملکت کی شکل اختیار کرتا رہا، ابتدا میں ہجرت مدینہ ایمان کا لازمی حصہ قرار دی گئی، چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا (۱۹)

اسلام قبول کرنے والوں کو مدینہ میں لا کر بسانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر چار مقاصد تھے۔

اول تو یہ کہ اسلام قبول کرنے والوں کے سامنے کوئی ایسا چیلنج نہ رہنے دیا جائے کہ وہاں کی غالب مشرک آبادی دھونس و دھاندلی سے یا ڈر و خوف سے پیدا کر کے یا لالچ دے کر ان کو اسلام سے مرتد کر دے۔

دوسرے یہ کہ مدینہ میں لاکر نومسلموں کی تعلیم وتربیت کا مؤثر انتظام کیا جائے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی اعتقادی اور عملی تعلیم کے علاوہ رسول اللہ کی صحبت وقربت سے ان کا تزکیہ ہو۔

تیسرے یہ کہ دیہاتی زندگی میں مزاج کی سختی، اخلاق کی پستی، اجڈ پن اور بود وباش میں جو گنوار پن راہ پا جاتا ہے شہر میں لاکر ان کی اصلاح کی جائے اور ایک قومی بلکہ بین الاقوامی شہریت کے لئے مزاج بنا دیا جائے۔ چنانچہ ایک موقع پر رسول پاک ﷺ نے قریش، انصاری، ثقفی اور دوسی جیسے متمدن قبائل کے علاوہ دیہاتیوں کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار فرمایا تھا (۲۰) علامہ ابن کثیر نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ لوگ مکہ، طائف، مدینہ اور یمن جیسے شہروں کے رہنے والے تھے، اس لئے ان کے اخلاق بدوؤں کے مقابلے میں نرم تھے، کیونکہ بدوؤں کی طبیعت میں سختی ہوتی ہے۔ (۲۱) خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا: من سکن البادیۃ جفا (۲۲) جس نے بدوی رہائش اختیار کی اس نے زیادتی کی۔ ابو عبید القاسم بن سلام نے لکھا ہے کہ دیہاتیوں کو فئے کے مال سے اس طرح مقرر کردہ وظائف نہیں ملیں گے جیسے ان شہری باشندوں کو ملیں گے، جو مسلمانوں کے معاملات میں شریک رہتے اور اپنی جانوں اور مالوں سے دشمنان اسلام کے مقابلے میں مدد کرتے یا خود اپنی رہائش سے اسلامی آبادی کو بڑھاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم رکھتے ہیں، حدود نافذ کرنے میں مددگار ہوتے ہیں، عیدین وجمعہ میں شریک ہوتے ہیں اور خیر کی تعلیم میں حصہ لیتے ہیں، ان سب امور کی انجام دہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے شہری آبادی کو دیہاتی آبادی پر خصوصیت بخشی ہے۔ (۲۳)

چوتھے یہ کہ مدینہ میں اس طرح آبادی کی تناسب قائم کر دیا جائے کہ نسلی تصادم یا داخلی و خارجی ٹکراؤ کا امکان باقی نہ رہے۔

اور پانچویں یہ کہ مسلم آبادی کا ارتکاز مدینے میں کر کے کفار مکہ کے ممکنہ حملوں کا استیصال ممکن ہو سکے، رسول پاک ﷺ کی یہ منصوبہ بندی پورے طور پر کامیاب رہی اور آپ نے نہ صرف مدینہ کے اندر مہاجرین کو آباد کر دیا بلکہ مدینے کے مضافاتی علاقوں میں بھی نومسلم کالونیاں آباد کر دیں۔ اس طرح اندرونی اور بیرونی دونوں خطرات کا سدباب ممکن ہو سکا۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ جب کسی قبیلے کا وفد مدینہ آکر اسلام قبول کرنے کا اظہار کرتا تو آں حضرت ﷺ ان لوگوں کو مدینے آنے کی ہدایت فرماتے۔ اسی طرح جب بھی دورہ کرنے والے مبلغ بھیجے جاتے تو ان کو سمجھا دیا جاتا کہ نومسلموں سے کہہ دیں کہ وہ مدینے جائیں جہاں ان کے لئے روزگار کا انتظام کیا جائے گا، یہ لوگ زیادہ تر قابل کاشت افتادہ زمینوں

اور بعض صورتوں میں معدنیات کی کانوں میں کام کر کے اپنی گزر بسر کا انتظام کر لیتے تھے۔ (۲۴)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب کسی علاقے میں فوجی دستہ روانہ کرتے تو لشکر کے امیر کو خدا کا خوف اور ایفاء عہد اور انصاف وغیرہ کی نصیحت کرنے کے ساتھ یہ بھی حکم فرماتے کہ کفار کو پہلے اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ اسے قبول کر لیں تو جنگ نہ کی جائے اور ان سے کہا جائے کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر دارالہجرۃ یعنی مدینہ منتقل ہو جائیں، اگر وہ اس پر آمادہ ہو جائیں تو ان کو بتادیا جائے کہ ان کے حقوق وفرائض مہاجرین کی طرح ہوں گے۔ (۲۵)

مدینہ منورہ کی آب وہوا مہاجرین کے لئے کچھ زیادہ سازگار نہ تھی، حضرت ابوبکر اور حضرت بلال جیسے بہت سے مہاجر صحابہ بخار اور دوسرے موسمی امراض میں مبتلا ہوئے (۲۶) خطرہ تھا کہ مدینے میں مسلم آبادکاری کا منصوبہ کہیں مشکل میں نہ پڑ جائے، اور ایسا ہوا بھی کہ بہت سے دیہاتی جنہوں نے مدینے آ کر حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا وہ بیماری وآزاری کا شکار ہو کر مرتد ہو گئے، چنانچہ ایک شخص نے جب رسول پاک ﷺ سے بیعت کر لی اور اس کے بعد بخار میں مبتلا ہو گیا تو اس نے حضور سے بیعت توڑنے کی درخواست کی، جب حضور نے انہیں منع فرمادیا تو وہ مدینے سے بھاگ گیا، آپ نے اس موقع پر فرمایا:

انما المدینة کالکیر تنفی خبثها و تصنع طیبها (۲۷)

مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو گندگی کو نکال دیتا ہے اور پاکیزگی کو صیقل کر دیتا ہے۔

اسی طرح اہل عکل اور عرینہ کے مدینہ میں بیمار ہونے اور مرتد ہونے کے واقعات سیرت کی کتابوں میں بہت مشہور ہیں۔ (۲۸) اس خطرہ سے نمٹنے کے لئے جہاں رسول پاک ﷺ نے حفاظتی تدابیر اختیار کیں وہاں مسلمانوں کو صبر اور تحمل اور برداشت کی بھی خصوصی تعلیم دی، آپ ﷺ نے فرمایا:

من صبر علی لاوائها وشدتها کنت له شهیدا او شفیعا یوم القیامة (۲۹)

جو شخص مدینے کی حرارت اور شدت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے نجات کی سفارش کروں گا۔

نیز رسول پاک نے مدینے میں وفات پانے اور وہاں دفن کئے جانے کو بھی باعث فضیلت

قرار دیا، تا کہ لوگ مدینے سے واپس جانے کا خیال ترک کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بھا فمن فات بالمدینة کنت له شفیعا یوم القیامة (۳۰)

جو شخص مدینے میں وفات پاسکتا ہو اسے مدینہ میں وفات پانا چاہئے، اور جو شخص مدینے میں وفات پائے گا قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

اسی کے ساتھ رسول پاک ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدینے سے محبت کرنے اور اس میں برکت عطا کرنے کی خصوصی دعائیں مانگیں:

اللھم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد اللھم بارک لنا فی صاعنا و فی مدنا و صححھا لنا وانقل حما الی جحفة (۳۱)

اے اللہ ہمیں مکہ کی محبت کی طرح یا اس سے زیادہ مدینہ کی محبت عطا کر، اس کو سازگار بنا، اس کے ناپ تول کے پیمانوں میں ہمیں برکت عطا کر اور اس کی بیماری کو جحفہ تک دور کردے۔

مزید یہ بھی کہ رسول پاک ﷺ نے مدینہ کی شہریت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے مدینے میں جائداد بنانے کی طرف بھی مسلمانوں کو متوجہ کیا، آپ نے فرمایا:

من کان له بالمدینة اصل فیتمسک به و من لم یکن بھا اصل فلیجعل له بھا اصلا و لو قصیرة (۳۲)

جس کے پاس مدینہ میں جائداد ہو اسے اپنے پاس رکھے اور جس کے پاس نہ ہو وہ وہاں جائداد بنائے، اگرچہ کھجور کا چھوٹا پیڑ ہی کیوں نہ ہو۔

ان روحانی اور سماجی تدابیر نے مدینہ میں مسلمانوں کے قدم جما دیئے اور مدینے کی شہریت مضبوط اور فزوں تر ہوگئی۔ لیکن اسلام کے بڑھتے ہوئے اثرات، مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت اور رسول اللہ ﷺ کی مقبول عام قیادت سے یہودی قبائل خوف اور حسد کی نفسیات میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے اسلام کی مخالفت شروع کردی اور پیغمبر اسلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، یہاں تک کہ کفار قریش کے مقابلے

میں رسول کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا جو معاہدہ کیا تھا اسے توڑ کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے لگے، کھلم کھلا غداری پر اتر آئے اور کفار کو دعوت دے کر مدینے پر چڑھا لائے۔ ان کی اس غداری کی سزا یہ دی گئی کہ یکے بعد دیگرے ان کا محاصرہ کیا گیا اور ان کو حدود مدینہ سے باہر نکال دیا گیا اور اس علاقے میں مسلمانوں کو آباد کیا گیا، سب سے پہلے بنی قینقاع، پھر بنی نضیر اور پھر بنی قریظہ سزایاب ہوئے۔ قرآن کی سورۂ حشر میں بنی نضیر کے محاصرے پر مفصل تبصرہ ہے۔(۳۳)

اب مدینہ پورے طور پر اسلامی مملکت بن گیا تھا اور اس کی غالب آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہو چکی تھی۔ لہٰذا رسول پاک ﷺ نے فتح مکہ کے بعد نو مسلموں سے ہجرت کا مطالبہ ترک کر کے پورے عرب کو دارالاسلام بنا دیا اور اعلان فرمادیا **لا ھجرۃ بعد الفتح** (۳۴) یعنی مسلمان جہاں کہیں رہیں وہ اسلامی مملکت کا حصہ قرار پائیں گے اور ان کو وہی حقوق اور مراعات حاصل ہوں گے جو مدینے کے باشندے کو حاصل ہیں۔ چنانچہ قبیلہ مزنیہ جو مدینے سے ۲۰ میل کی دوری پر تھا اس قبیلے کے کئی سو لوگ مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہیں رہنے دیا اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا اور مہاجرین کی طرح حقوق و مراعات کا اعلان فرمایا۔(۳۵)

اس نئی پالیسی کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ مسلم علاقوں کی اور اسلامی مملکت کی حدود کی توسیع کی جائے، اور دوسرے یہ کہ مدینے کی شہری آبادی کو غیر ضروری اور غیر فطری طور پر پھیلنے سے روکا جائے، یمن کے کچھ لوگ خدمت نبوی میں مدینہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ کے رسول! آپ کا نمائندہ ہمارے یہاں آیا اور اس نے ہم سے کہا کہ جو مدینہ ہجرت نہیں کرے گا اس کا اسلام غیر معتبر سمجھا جائے گا، ہمارے ملک میں ہمارا کاروبار اور ذریعہ معاش ہے آپ کا حکم ہو تو سب کچھ چھوڑ کر مدینے آنے کو تیار ہیں، تو آپ نے فرمایا نہیں تم جہاں ہو وہیں رہو، تم کو مہاجرین ہی کی طرح حقوق و فرائض حاصل ہوں گے۔(۳۶)

سلمہ بن اکوع جب مدینہ آئے تو ان کو بریدہ الحصیب ملے اور بولے اے سلمہ! کیا تم اپنی ہجرت سے پلٹ گئے؟ انہوں نے کہا معاذ اللہ! مجھے مدینہ چھوڑنے کی اجازت خود حضور اکرم ﷺ سے ملی ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''مضافاتی علاقوں اور گھاٹیوں میں جا کر بس جاؤ'' اس پر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس طرح ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری ہجرت کو نقصان نہ ہو جائے، آپ نے فرمایا تم جہاں کہیں رہو گے مہاجر تسلیم کئے جاؤ گے۔(۳۷)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے رسول کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا جب مدینے کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو تم مدینہ چھوڑ دینا اور شام چلے جانا۔ (۳۸)

ان احکامات اور واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول پاک ﷺ مدینہ شہر کی آبادی اور اس کے وسائل میں تناسب قائم رکھنے کے لئے غیر ضروری طور پر بڑھنے سے روکنے کے حق میں تھے اور دوسرے شہر آباد کرنے کی ہمت افزائی فرماتے تھے۔ یہ وہی پالیسی تھی جس پر بعد میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمل کرتے ہوئے کوفے اور بصرے جیسے نئے شہر آباد کئے، اس پالیسی کو شہری منصوبہ بندی میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

علامہ اقبال نے مسولینی سے ملاقات کے وقت جب رسول کریم ﷺ کی اس پالیسی کا تذکرہ کیا کہ شہر کی آبادی میں غیر ضروری اضافہ کے بجائے دوسرے شہر آباد کئے جائیں تو مسولینی مارے خوشی کے اچھل پڑا۔ اور اسے شہری منصوبہ بندی کی شاہ کلید ہاتھ میں آ گئی۔ (۳۹)

ہندوستان کے بڑے شہروں میں جھگی جھونپڑیوں کی تعداد جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اور گاؤں کی آبادی جس کثیر تعداد میں شہر کا رخ کر رہی ہے، اس سے بہت سی ماحولیاتی، معاشی، سماجی پیچیدگی اور حفاظت کے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی اس منصوبہ بندی سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اگر گاؤں میں ضروری سہولیات مثلاً سڑک، بجلی، ہسپتال اور تعلیم گاہ فراہم کر دی جائیں اور صنعت گاہوں کا رخ ادھر کر دیا جائے تو شہری مسائل کو سلجھانے میں مدد مل سکتی ہے، شہری پھیلاؤ کے مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے اور غیر منصوبہ بند آبادی کے سیلاب کو روکا جا سکتا ہے۔

شہری منصوبہ بندی میں عدالت، ہسپتال، گیسٹ ہاؤس، سڑکیں، پارک، تعلیم گاہ، سکریٹریٹ اور عبادت گاہوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ رسول پاک ﷺ نے مدینے کی منصوبہ بندی کرتے وقت ان تمام ضروریات و سہولیات کو ترجیحی حیثیت دی۔ آپ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی، یہ مسجد ہمارے زمانے کی عام مسجدوں کی طرح محض ایک عبادت گاہ نہیں تھی بلکہ وہ اسلامی ریاست کا سکریٹریٹ بھی تھی، عبادت گاہ بھی تھی، تعلیم گاہ بھی تھی اور حسب ضرورت وہاں خیمہ نصب کر کے اسپتال کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

مسجد نبوی جائے وقوع کے اعتبار سے مدینے کے وسط میں واقع ہے۔ جب رسول پاک ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو قباء، بنو سالم اور کئی محلوں کے لوگوں نے دست بستہ اپنے یہاں قیام

کی پیشکش کی، مگر حضور اقدس ﷺ ان سب کو رد کرتے ہوئے قبیلہ بنو نجار میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے جو آج صحن مسجد کا حصہ ہے۔ (۴۰)

اس جگہ کے انتخاب کی حکمت اس وقت سمجھ میں آتی ہے جب ہم مدینے کی شاہراہوں کا مطالعہ کریں، آپ دیکھیں گے کہ مدینے کی تمام سڑکوں کا سرا مسجد نبوی سے آکر ملتا ہے۔ اس مرکزیت کا خیال صرف مسجد ہونے کی بنا پر نہیں رکھا گیا۔ کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں مسجد نبوی کے علاوہ ۹ مزید مساجد مختلف محلوں میں تعمیر ہوگئیں تھیں۔ (۴۱) بلکہ اس وجہ سے بھی تھا کہ وہی ریاست کے سربراہ اعلیٰ کی رہائش گاہ بھی تھی، وہ سکریٹریٹ بھی تھی، جہاں منصوبہ بندی کی جاتی، جہاں سے فوج کشی کی جاتی، جہاں سے مبلغین اور معلمین بھیجے جاتے، جہاں حساب و کتاب رکھا جاتا اور جہاں سے مختلف گورنروں اور دیگر ممالک کے سربراہوں سے خط و کتابت کی جاتی تھی۔ وہیں ایک چبوترہ بنا کر تعلیم گاہ بھی بنادی گئی، جس کی حیثیت مرکزی اقامتی درسگاہ یا اعلیٰ تعلیم کے ادارہ کی تھی، جسے صفہ کہا جاتا ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ ابتدائی تعلیم اپنے محلوں کی مسجدوں میں حاصل کریں۔ صفہ کی حیثیت تعلیم گاہ کے علاوہ نادار مسلمانوں کی پناہ گاہ کی بھی تھی۔

امام بخاری نے **باب الخیمۃ للمرضی فی المسجد** قائم کرکے یہ واضح کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ہسپتال کے قیام کو بھی اپنی اولین توجہ کا مرکز بنایا اور اس کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمہ نصب کیا جاتا، جہاں مریضوں کا علاج ہوتا۔ (۴۲) ہمارے عہد کی طرح انسان نت نئی بیماریوں کا شکار نہ تھا، رسول پاک ﷺ کی تعلیم صحت و صفائی نے بیماری کو کم سے کم کردیا تھا، اس کے باوجود جو لوگ بیمار ہوتے تھے ان کو علاج کرانے پر زور دیا گیا اور ان کے لئے مسجد نبوی میں شفاخانہ کا انتظام کیا گیا۔

اس منصوبہ بندی میں مہمان خانہ یا گیسٹ ہاؤس کا بھی خیال رکھا گیا تھا، رسول پاک

۲

سے ملنے اور دین اسلام کو سمجھنے کے لئے آئے دن نومسلموں اور مہمانوں کی آمد ہوتی تھی، ان مہمانوں کا قیام انصار کے گھروں میں کیا جاتا اور مسجد نبوی میں بھی کسی حد تک ٹھہرایا جاتا، خاص طور پر صفہ کا مدرسہ اس کے لئے موزوں تھا، بعد میں جب خوش حالی آئی اور مہاجرین کے مکانات تعمیر ہونے لگے تو باقاعدہ گیسٹ ہاؤس کا بھی انتظام کیا گیا، اس کی شکل یہ ہوئی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جو ایک مشہور مہاجر تاجر تھے ایک بڑا سا گھر بنایا، ان کے اس بڑے سے گھر کو گیسٹ ہاؤس بنادیا گیا، نورالدین سمہودی کا بیان ہے

كان عبدالرحمن ينزل فيها ضيفان رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانت ايضاً تسمى دار الضيفان (۴۳)

عبدالرحمٰن بن عوف اس میں رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کو ٹھہرایا کرتے تھے،
چنانچہ اس گھر کو مہمان خانہ بھی کہا جاتا تھا۔

مدنی زندگی کے آخری دنوں میں بالخصوص ۹ھ میں جب مفتوحہ ممالک کے وفود کی آمد کثرت سے ہونے لگی جن کی تعداد بعض اوقات دوسوتک پہنچ جاتی تو بعض بڑی حویلیوں کو مہمان خانہ بنا کران کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاتا۔(۴۴) اس طرح رسول پاک ﷺ نے ریاست کے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے انصار کی روایتی مہمان نوازی کے جذبے کا بھی فائدہ اٹھایا اور باقاعدہ مہمان خانے بھی قائم فرمائے۔

شہری منصوبہ بندی کا ایک اہم حصہ رسول پاک ﷺ کے نزدیک یہ تھا کہ ہر شہری کو علیحدہ مکان دستیاب ہو، آپ نے فرمایا:

من سعادة المرء الدار الوسيع و المركب الهنى (۴۵)

انسان کی خوشحالی کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان میں کشادہ مکان اور قابو کی سواری بھی ہے۔

چنانچہ مہاجرین مکہ کو ابتدا میں انصار کے ساتھ ان کے گھروں میں ٹھہرایا گیا، بعد میں رسول پاک نے ان کے لئے قطعہ اراضی کی فراہمی اور مکانات کی تعمیر کا منصوبہ بنا کران کو اپنے گھروں میں آباد کیا، ابن سعد اور سمہودی جیسے سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں میں اس منصوبہ بندی کی تفصیل بیان کی ہے، اس آبادکاری کے لئے آپ نے افتادہ زمین کو استعمال کیا اور انصار کی طرف سے ہبہ کردہ آباد جگہوں سے بھی استفادہ کیا گیا، اس آبادکاری میں حضرت حارثہ بن نعمان نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ صحابہ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کام کے لئے رسول پاک کو اپنی زمین اور مکانات ہبہ کیے۔ (۴۶) اس طرح کے اور بھی اہل خیر اصحاب تھے جن کو آبادکاری کی سعادت حاصل ہوئی۔

آبادی بڑھنے کے ساتھ شہر کی زمین رہائش کے لئے کم اور نسبتاً مہنگی ہوتی چلی جاتی ہے، یہ دشواری عہد نبوی میں بھی پیش آنے لگی، اس مشکل کو حل کرنے کے لئے رسول پاک ﷺ نے کئی منزلہ

عمارت بنانے کا مشورہ دیا۔ مدینہ میں محلوں اور قلعوں کے علاوہ اور مکانات بھی ایک سے زیادہ منزلوں پر مشتمل ہوتے تھے۔ خود رسول پاک ﷺ ہجرت کے بعد سات ماہ تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دومنزلہ میں قیام فرما ہوئے پہلی منزل پر حضرت ابوایوب کی فیملی تھی اور اوپر کی منزل میں آپ نے قیام فرمایا۔ (۴۷) حضرت خالد بن ولید کثیر الاولاد تھے، ان کے لئے ان کا مکان چھوٹا پڑتا تھا۔ انہوں نے رسول پاک ﷺ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو آپ نے فرمایا:

ارفع البناء فی السماء و اسئل اللہ السعۃ (۴۸)

اوپر کی منزل تعمیر کرواور اللہ سے کشادگی کی دعا بھی کرو۔

آبادی میں اضافہ ہونے کے ساتھ جب محلہ گنجان ہونے لگا تو گلیاں اور راستے بھی تنگ ہونے لگے، رسول پاک ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ راستوں کو اتنا چوڑا رکھا جائے کہ دو لدے ہوئے اونٹ آسانی کے ساتھ گزر سکیں۔ (۴۹) شہری منصوبہ بندی کا اہم حصہ سڑکیں ہوتی ہیں، سڑکوں کے تنگ ہونے سے ٹریفک کے مسائل بڑھتے ہیں، گندگی بڑھتی ہے اور سماجی پیچیدگیاں بڑھتی ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں بار برداری کی عام شکل اونٹ کی بار برداری تھی۔ ہمارے عہد میں ٹریکٹر اور ٹرک وغیرہ بار برداری کی عمومی شکل ہے۔ سنت رسول کو رہنما مان کر مسلم علاقوں کی گلیوں کو اتنا کشادہ تو کرنا چاہئے کہ دو ٹریکٹر آسانی سے گزر سکیں۔ ڈولپمنٹ اتھارٹی اور کالونائزر دونوں کے لئے یہ نشان راہ ہے کہ وہ کالونی آباد کرتے وقت سڑکوں کی مناسب کشادگی کا اہتمام کریں۔

شہری منصوبہ بندی کا اہم مسئلہ صفائی اور صحت کا اہتمام بھی ہے۔ سڑکوں، گلیوں اور محلوں میں غلاظت اس طرح جمع نہ ہو جائے کہ وہ صحت اور ماحول کے لئے خطرہ بن جائے۔ چنانچہ بلدیہ کی اولین ذمہ داری اس مسئلے پر توجہ دینا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے گھر، آنگن اور ماحول کو صاف رکھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ (۵۰) آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں اور خلاؤں کو بھی ہم نے مسخر کر لیا ہے۔ زمین اور فضا انسان کی دسترس میں ہے، مگر ہندوستان اور پاکستان میں آج بھی انسانوں کا ایک طبقہ دوسرے انسانوں کی غلاظت کو اپنے سر پر ڈھوتا ہے۔ اس سے زیادہ انسان کی تذلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ ابھی تک ہم نے اس تکلیف دہ صورت حال کو ختم کرنے کی مکمل منصوبہ بندی نہیں کی۔

رسول پاک ﷺ کے مدنی معاشرے میں اس مشکل کا کہیں نام و نشان نہیں یا تو لوگ قضائے

حاجت کے لئے جنگلات کا رخ کرتے یا اپنے گھروں میں ''کنائس'' یعنی بیت الخلا کا انتظام کرتے۔ مدینہ میں رفع حاجت کے لئے بالعموم لوگ جنگلوں میں جاتے تھے، یہاں تک عورتیں بھی گھروں سے باہر جاتیں، مگر رسول پاک نے اس ضروری مسئلے پر توجہ فرمائی، اول تو آپ نے ادھر اُدھر رفع حاجت کرنے نیز سڑکوں اور سایہ دار پیڑوں کے نیچے رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا، دوسرے یہ کہ آپ نے گھروں کے ساتھ بیت الخلا بنانے کا رجحان پیدا کیا، چنانچہ حضرت عائشہ واقعہ افک کا تذکرہ کرتے ہوئے ام مسطح کے ساتھ ایک شب باہر نکلنے کی بابت فرماتی ہیں:

و ذالک قبل ان نتخذ الکذف قریبا من بیوتنا و امرنا امر العرب الاول فی التنزہ فی البریۃ (۵۱)

یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ہمارے گھروں سے متصل بیت الخلا نہیں بنے تھے اور ہم اولین عربوں کی طرح باہر جا کر پاکی حاصل کرتے تھے۔

اس روایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بعد میں مدینہ میں گھروں میں بیت الخلا بن گئے اور خواتین کو باہر جانے کی زحمت سے نجات ملی۔

شہری منصوبہ بندی کا ایک ضروری حصہ مارکیٹ اور تجارتی مراکز کا قیام بھی ہے، مدینے کی ریاست وجود میں آنے کے ساتھ ہی رسول پاک ﷺ نے اس بنیادی ضرورت کو محسوس فرمایا، کیوں کہ بڑی تعداد میں مسلمان ہجرت کر کے مدینے میں آباد ہو گئے تھے، جن کے پاس زمین جائداد نہیں تھی، وہ تجارت پیشہ تھے اور ان کے معاشی استحکام کا ذریعہ تجارت ہی ہو سکتی تھی اور اس کے لئے بازار اور مارکیٹ کا فروغ شہری ریاست کی اہم ضرورت بن گئی تھی۔ معاشی مسائل میں توسیع آبادی کی ہمیشہ ضرورت بن جاتی ہے۔

رسول پاک ﷺ نے یہاں دو امور کی توجہ طرف فرمائی ایک طرف تو آپ نے زراعت اور ملازمت کے مقابلے میں تجارت کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اسے فروغ دینے کی ضرورت واضح فرمائی، آپ نے ایمان دار تاجر کو اجر کے لحاظ سے صدیقین، شہداء اور انبیاء کے ہم رتبہ قرار دیا۔(۵۲) جو لوگ تجارت کرتے تھے آپ نے ان کے لئے برکت کی دعائیں کیں اور بھیک مانگنے والوں کی حوصلہ شکنی کی۔ نیز تجارت میں جھوٹ بولنے، دھوکہ دینے اور بدمعاملگی کرنے پر پابندی لگائی۔

دوسری طرف آپ نے وسط مدینہ میں ایک مرکزی مارکیٹ بنوائی جسے سوق المدینہ کہا جاتا ہے، اس وقت مدینے کی مشہور اور بڑی مارکیٹ قینقاع تھی جو یہودیوں کے علاقے میں تھی، وہاں وہ گاہکوں کا استحصال کرتے اور ان کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی اور بدتمیزی بھی کرتے، اسی وجہ سے وہ جلا وطن بھی کئے گئے، رسول پاک ﷺ نے اس کے مقابلے میں مدینے کی مرکزی جگہ پر مسجد نبوی اور بقیع کے نزدیک ''سوق المدینہ'' مدینہ مارکیٹ بنوائی، اس زمانے میں قینقاع کی مارکیٹ کے علاوہ چھوٹی اور بھی کئی مارکیٹ تھیں، مثلاً زبالہ مارکیٹ، جسر مارکیٹ، صفاجت مارکیٹ وغیرہ۔ مگر رسول پاک ﷺ نے سوق المدینہ کو سپر مارکیٹ کی حیثیت دی، جہاں ضرورت اور تجارت کی ساری چیزیں مہیا ہوں۔ جس وقت رسول پاک اس سپر مارکیٹ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اس وقت آپ نے قینقاع کے بازار کے ساتھ متعدد مقامات کا معائنہ فرمایا اور بالآخر مدینہ بازار کے محل وقوع کا تعین فرمایا۔

چنانچہ عطا ابن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے کے لئے مارکیٹ بنانے کا ارادہ فرمایا تو پہلے قینقاع کے بازار تشریف لے گئے پھر سوق المدینہ کی جگہ آئے اور آپ نے پاؤں سے اشارہ فرمایا کہ یہ تمہاری مارکیٹ ہوگی۔ (۵۳)

عباس بن سہیل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی ساعدہ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے پاس ایک ضرورت سے رکا ہوں، تم لوگ اپنے قبرستان کی جگہ مجھے دے دو، تاکہ میں وہاں مارکیٹ بناؤں، بعض لوگوں نے اپنے حصے کی زمین دے دی اور بعض نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ یہاں ہماری قبریں ہیں اور ہماری عورتوں کے نکلنے کی جگہ ہے، مگر بعد میں باہم گفت وشنید کر کے وہ جگہ حضور ﷺ کے حوالے کر دی گئی اور آپ نے وہاں مارکیٹ بنا دی۔ (۵۴)

نبی ﷺ نے اس مارکیٹ کی مرکزیت، وسعت اور عوامیت کو برقرار رکھنے کے لئے فرمایا:

ھذا سوقکم فلا ینقص منہ ولا یضربن علیہ الخراج (۵۵)

یہ تمہارا بازار ہے نہ تو اس کو کم کرو اور نہ اس میں ٹیکس لگاؤ۔

اس حکم نامہ کی حکمت یہ تھی کہ اگر بازار کی جگہ تنگ ہوگی یا اس میں خرید وفروخت پر ٹیکس لگے گا، تو بیوپاریوں کی کثرت نہ ہوگی، لہذا ان دونوں باتوں سے گریز کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مارکیٹ میں خرید وفروخت کرنے کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، آپ نے فرمایا:

الجالب سوقنا کالمجاھد فی سبیل اللہ، وان المحتکر فی سوقنا کالملحد فی کتاب اللہ (۵۶)

ہمارے بازار میں سامان لانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے مانند ہے اور بازار میں سامان روکنے والا اللہ کی کتاب میں سرکشی کرنے والے کی مانند ہے۔

آپ نے مزید فرمایا:

لایحتکر الاخاطی (۵۷)

سامان روکنے والا مجرم ہے۔

اسی طرح رسول پاک نے بازار میں سامان پہنچنے سے پہلے راستے میں روک کر خریدنے پر پابندی لگادی، جسے حدیث کی اصطلاح میں تلقی بیوع کہا جاتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا:

لابیع حاضر لباد (۵۸)

راستے میں کوئی شہری دیہاتی سے خرید وفروخت نہ کرے۔

ان ساری منصوبہ بندیوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ بہت جلد مدینہ تجارتی مرکز کی حیثیت اختیار کرگیا، دور دراز سے لوگ اس شہر میں تجارت کے لئے آنے لگے، اور مدینہ کے لوگ باہر تجارتی سامان لانے کے لئے جانے لگے، تحفظ اور ترقی کا احساس اگر تاجروں کو ہوجائے تو تجارتی مرکز فروغ پاتا ہے اور یہ احساس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح پیدا کردیا تھا۔

سوق المدینہ کی وسعت اور مرکزیت بعد میں بھی برقرار رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک لوہار نے اس مارکیٹ میں ایک بھٹی لگالی، تو حضرت عمر نے اسے منہدم کردیا اور فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مارکیٹ کا دائرہ تنگ کررہے ہو۔ (۵۹) حضور ﷺ کی منصوبہ بندی کو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، مگر مدینے کی مارکیٹ کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، بلکہ دن بہ دن اضافہ ہوا ہے اور اس وقت اس کی حیثیت انٹرنیشنل مارکیٹ کی ہے، دنیا کی ہر خطے سے حاجی ہر سال لاکھوں کی تعداد میں وہاں پہنچتے ہیں، اور مدینہ مارکیٹ میں خریداری کرنے کو سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ اہمیت غالباً دنیا کی کسی مارکیٹ کو حاصل نہیں۔

شہری منصوبہ بندی میں پارک اور سیرگاہ کو آج غیر معمولی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، یہ ضرورت

عہد نبوی میں بھی نظر آتی ہے، رسول پاک ﷺ نے اس مقصد کے لئے مدینہ شہر کے باہر وادی عقیق کو منتخب فرمایا تھا، وہاں آپ نے سیرگاہ حمی النقیع کے نام سے بنوائی، جو گھوڑوں کی چراگاہ بھی تھی، وہاں پیڑ پودے اس کثرت سے لگوائے گئے کہ وہ خوبصورت تفریح گاہ بن گئی، باغات پانی اور شادابی کے سبب یہ جگہ سیر گاہ مدینہ کہلائی۔ رسول پاک وہاں آرام کے لئے تشریف لے جاتے، آپ کو یہ جگہ بے حد پسند تھی۔(۶۰)

ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ جب وادی عقیق کی سیر سے لوٹے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں وادی عقیق سے آ رہا ہوں، کتنی موزوں جگہ ہے اور کتنا میٹھا اس کا پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا پھر کیوں نہ ہم لوگ وہاں منتقل ہو جائیں؟ تو حضور نے فرمایا کہ اب یہ کیسے ممکن ہے، لوگوں نے مدینے میں گھر بنا لئے ہیں۔(۶۱) صحابہ کرام میں جو اہل ثروت تھے، وہ وہاں جا کر اپنے محلات تعمیر کر لیتے تھے، یہ گویا ان کے لئے سمر ہاؤس تھے، اہل مدینہ کے لئے رسول پاک کی طرف سے یہ ایک خوبصورت عطیہ تھا۔

رسول پاک ﷺ نے مدینہ شہر کی منصوبہ بندی کرتے وقت صرف اس کی آبادکاری اور سہولیات کی فراہمی کا ہی خیال نہیں رکھا بلکہ شہر کی زینت و رونق اور خوبصورتی کو بھی پیش نظر رکھا، اسی وجہ سے یہاں کے قلعوں کو مسمار کرنے اور بلا ضرورت درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا، چنانچہ محدث بیہقی فرماتے ہیں:

ان النبی صلی الله علیه وسلم انما اراد بقاء زینه المدینة و بهجتها لتتوطن کما منع منهدم اطام المدینة لذالک، قال ابو هریرة رضی الله عنه نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم من هدم اطام المدینة وقال انها زینة المدینة (۶۲)

نبی ﷺ نے مدینے کی زینت اور خوبصورتی کو پیش نظر رکھا تاکہ یہ شہریوں کے لئے اچھی سکونت کی جگہ رہے، اسی لئے آپ نے مدینے کے قلعوں اور گڑھیوں کو مسمار کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مدینے کے قلعوں کو مسمار کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ وہ مدینے کی زینت ہیں

مختصر یہ ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا اگر گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو آپ کی شخصیت صرف ایک روحانی پیشوا، مذہبی رہنما اور معلم اخلاق ہی کی نظر نہیں آتی۔ بلکہ ایک مفکر، منتظم اور منصوبہ ساز کی بھی نظر آتی ہے۔ آخری رسول ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی تعمیر کی ان گنت صلاحتیں آپ کو

ودیعت کی تھیں اور پھر اپنے فیضان خاص سے بذریعہ وحی آپ کی رہنمائی کی تھی، یہی وجہ تھی کہ بیک وقت دین و دنیا دونوں لحاظ سے آپ کامیاب رہنما اور حکمران ثابت ہوئے تھے۔ اور اس کی ایک مثال آباد کاری کے سلسلہ میں آپ کی وہ منصوبہ بندی ہے جس کی بعض جھلکیاں اوپر پیش کی گئی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ بنی اسرائیل:۸۰
۲۔ عبدالملک بن ہشام/سیرت النبی/ دارالفکر/ ج ۲،ص۴۷
۳۔ ایضاً/ص۴۲
۴۔ سید محمد لقمان اعظمی/عہد نبوی کا مدنی معاشرہ/ مترجم رضی الاسلام ندوی/ لاہور ۱۹۹۶ء/ص۵۲
۵۔ الاحزاب:۱۳
۶۔ علامہ نورالدین سمہودی نے مدینے کے ۹۴ ناموں کا تذکرہ کیا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ ان میں سے بیشتر اوصاف و القاب ہیں اور نام کی حیثیت سے غیر معروف ہیں، دیکھئے : کتاب الوفاء باخبار دار المصطفیٰ/طبع مصر ۱۳۲۶ھ/ ج۱،ص۱۹
۷۔ محمد حمید اللہ/عہد نبوی کے میدان جنگ/نئی دہلی، ۲۰۰۱ء/ص۵
۸۔ النساء:۱۶۰، ۱۶۱
۹۔ عمر فاروق/سید رجب، المدینۃ المنورہ/ قاہرہ/ص۱۰
۱۰۔ کتاب وفاء الوفاء/ ج۱،ص۱۶۱
۱۱۔ ایضاً/ص۱۸۲
۱۲۔ احمد بن محمد القسطلانی/المواہب اللدنیہ/ پوربندر، گجرات، ۱۴۲۱ھ/ ج۱،ص۳۲۰
۱۳۔ محمد حمید اللہ/عہد نبوی میں نظام حکمرانی/نئی دہلی، ۱۹۹۶ء/ص۷۸
۱۴۔ ایضاً/ص۱۳۳
۱۵۔ عہد نبوی کے میدان جنگ/ص۲۲
۱۶۔ مسلم، فضل المدینۃ و دعاء النبی فیھا بالبرکۃ
۱۷۔ وفاء الوفا/ ج۱،ص۹۴
۱۸۔ بخاری، کتاب المغازی
۱۹۔ الانفال:۷۲
۲۰۔ ترمذی، ابواب المناقب
۲۱۔ اسماعیل بن کثیر/تفسیر القرآن/ ج۲، ص۳۸۳
۲۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصید، باب اتباع الصید
۲۳۔ ابوعبید القاسم بن سلام/ کتاب الاموال، اردو ترجمہ/ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء/ص۳۴
۲۴۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی/ص۲۷۲
۲۵۔ بخاری، کتاب فضائل المدینۃ
☆ المواہب اللدنیہ/ ج۱،ص۳۱۴
۲۶۔ بخاری و مسلم
۲۷۔ ایضاً
۲۸۔ ترمذی، باب فی بول مایوکل لحمہ

۲۹۔ بیہقی، فی شعب الایمان
۳۰۔ بخاری، فضائل المدینۃ
۳۱۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۳۵
۳۲۔ ایضاً
۳۳۔ الحشر: ا تا ٦
۳۴۔ بخاری، کتاب الجہاد
۳۵۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی /ص ۲۷۳
۳٦۔ ایضاً
۳۷۔ کتاب الاموال/ص ۳۲۸
۳۸۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۸۴
۳۹۔ پروفیسر مارسے نے فرنچ اکیڈمی میں ''اسلام اور شہری زندگی'' پر افتتاحی خطبہ دیا تھا، اس کا اردو ترجمہ روزنامہ رہبر دکن حیدر آباد ۱۹ تا ۲۲ رجب ۱۲۵۵ھ میں شائع ہوا، مولانا سلطان احمد اصلاحی نے بھی ''شہریت پسندی کا رجحان اور اسلام'' میں اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے، دیکھئے تحقیقات اسلامی، علی گڑھ/ اپریل تا جون ۱۹۹۷ء
۴۰۔ سیرت النبی/ ج ۲،ص ۱۱٦
۴۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ خطبات بہاولپور/ نئی دہلی، ۱۹۹۷ء/ص ۳۱۴
۴۲۔ بخاری، باب الخیمہ للمرضیٰ فی المسجد
۴۳۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۵۲۵
۴۴۔ ابن سعد/ الطبقات الکبریٰ/ بیروت/ ج ا، ص ۳۴٦
۴۵۔ مسند احمد بن حنبل/ ج ۳،ص ۴۰۷
۴٦۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۵۲۷
۴۷۔ المواہب اللدنیہ/ ج ا،ص ۳۱۱
۴۸۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۵۲۷
۴۹۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ/ خطبات بہاولپور/ص ۲۴۴
۵۰۔ مشکوۃ المصابیح
۵۱۔ تفسیر ابن کثیر/ ج ۳،ص ۲۹٦
۵۲۔ ترمذی، ابواب البیوع
۵۳۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۵۳۹
۵۴۔ ایضاً /ص ۵۴۰
۵۵۔ ایضاً
۵٦۔ ایضاً /ص ۵۴٦
۵۷۔ ترمذی، ابواب البیوع
۵۸۔ ایضاً
۵۹۔ وفاء الوفاء/ ج ا،ص ۵۴۱
٦۰۔ ایضاً / ج ۲،ص ۱۸۷
٦۱۔ ایضاً
٦۲۔ ایضاً / ج ا،ص ۷۷

استاد محمد علی صابونی کی معروف کتاب

التبیان فی علوم القرآن

اردو ترجمہ مولانا محمد ابراہیم فیضی

پیش لفظ: حافظ سید فضل الرحمٰن تعارف: مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

سلیس اور بامحاورہ ترجمہ۔ جس کے بعد شرح کی ضرورت باقی نہیں رہتی

ناشر: **القلم**: فرحان ٹیرس۔ ناظم آباد نمبر ۲، کراچی۔ فون: 0300-2257355

رابطے کے لئے: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔ اے۔ ۴/ ۱۷۔ ناظم آباد نمبر ۴۔ کراچی، ٦٦٨٤٧٩٠